پیام ہند

حصہ دوم

مرتبہ

راے بہادر پنڈت راجناتھ صاحب

رام نراین لعل
پبلشر
الہ آباد
سنہ ۱۹۳۰ء

فہرست مضامین

بار اول سنہ ۱۹۲۶ء — بار دوم سنہ ۱۹۲۹ء — بار سوم سنہ ۱۹۳۰ء



بچّوں کی تعلیم کے متعلق دو باتیں مسلمہ ہیں اوّل یہ کہ بچپن میں انسان جو کچھ دیکھتا اور سُنتا ہے اُس کا اثر دل پر بہت گہرا ہوتا ہے جو چیزیں بچپن میں یاد کرائی جاتی ہیں وہ عمر بھر نہیں بھولتیں۔ جو نقش بچّے کے دل و دماغ پر ہو جاتے ہیں وہ مُشکل سے مٹتے ہیں۔ اسی سے کہتے ہیں کہ بچّہ کو بُری صحبت سے بچانا چاہیئے کیونکہ اگر بچپن میں طبیعت بُرائی کی طرف مائل ہو جائیگی تو پھر اُس کا اُدھر سے ہٹنا بہت مشکل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ روکھی پھیکی نصیحت سے بچّوں کے دلوں پر اثر نہیں ہوتا نہ اُسکے سُننے اور سمجھنے میں بچّوں کا دل لگتا ہے لیکن اگر وہی بات لطیف اور دلچسپ پیرایہ میں ادا کیجائے تو بچّوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور اُن کے دلوں میں گھر کر لیتی ہے۔ نظم نثر سے زیادہ موثر ہے اور بچّوں کو جلد یاد ہو جاتی ہے اور

زیادہ دن تک یاد رہتی ہے ؎

بندشِ الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہیں
شاعری بھی کام ہے آتش مرصّع ساز کا

انھیں باتوں کا لحاظ رکھ کے اس کتاب میں اُردو شعرا کا نصیحت آمیز کلام جمع کیا گیا ہے کہ نظم کی شیریں بیانی سے شادکام ہو کر بچّے بآسانی اور بخوشی اِن پند و نصائح کو قبول کریں جن پر عمل کرنے سے اُن کی آئندہ زندگی سنور سکتی ہے۔

اس صوبہ کے سررشتہ تعلیم نے بچّوں کی اخلاقی تعلیم کو ہمیشہ مدنظر رکھا ہے اور افسران تعلیم کی کوشش رہی ہے کہ جسمانی اور دماغی تعلیم کے ساتھ بچّوں کے اخلاق اور چال چلن کی بھی اصلاح کیجائے مجھے اُمید ہے کہ اس غرض کے پورا کرنے میں یہ کتاب مفید ثابت ہو گی

بندہ راجنا تھ صاحب رائے بہادر

۱۔ بھارت ماتا

او بے نظیر بھارت میری بزرگ ماتا
ٹھنڈے جلوں کی داتا شیریں پھلوں کی داتا
باغوں میں تیرے ہر سُو سبزہ ہے لہلہاتا
پیکِ صبا ہے تیرا دل کی کلی کھِلاتا
دریائے گنگ تجھ میں قدرت دکھا رہا ہے
پربت ہمالہ تیری عظمت بڑھا رہا ہے
تہذیب تیری سچّی مذہب قدیم تیرا
گودی میں فلسفے نے تیری لیا بسیرا
علم و ہنر نے ڈالا قدموں میں تیرے ڈیرا
جوتش نے تیرے اِک دن سب کا دماغ پھیرا
جفر و حساب تیرا سارے جہاں نے مانا
تیری فضیلتوں کا قائل ہے اِک زمانا

نظروں سے جب جہاں کی برطانیہ نہاں تھا
گمنام تھا جو وینس، پیرس بھی بے نشاں تھا
مصر و عرب کی آنکھوں میں خواب کا سماں تھا
سوئے تھے چین، جاپان غفلت میں کُل جہاں تھا
تب سکہ تیرا جاری شہر و دیار پر تھا
سورج ترقیوں کا نصف النہار پر تھا
گودی میں تیرے کھیلے ارجن، دِرون، بھیشم
پہلو سے تیرے اُٹھے پورس، اشوک اعظم
آغوش میں پلے ہیں منو، کناد، و گوتم
ویاس و پتنجلی سے ہے نام تیرا قائم
وہ دودھ جس کو پی کر یہ ہیر سب پلے ہیں
دو چار گھونٹ اِس کے ماتا ہمیں بھی دیدے

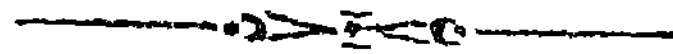
(لالہ لال چند صاحب فلک لاہور)

۲۔ نمسکار ماتا

نمسکار بھارت نمسکار ماتا
مری جنم بھومی مری ان داتا
میں چھوٹا سا بچہ تھا جب دودھ پیتا اگر شیر مادر میں کچھ نقص دیکھا
مجھے دودھ گائے کا تونے پلایا مزیدار خوش ذائقہ میٹھا میٹھا
نمسکار بھارت نمسکار ماتا
مری جنم بھومی مری ان داتا
پلایا مجھے تونے گنگا کا پانی جلوں میں جو امرت ہے ندیوں میں پانی
صفائی میں جسکا نہیں کوئی ثانی بڑی خوبصورت ہے جسکی روانی
نمسکار بھارت نمسکار ماتا
مری جنم بھومی مری ان داتا

کھلائے مجھے تو نے خوشرنگ میوے   مزیدار خوش ذائقہ کھٹّے میٹھے
بہی، سیب، آلوبخارا، الوچے   انار، آم، انگور اور بگّوگوشے
نمسکار بھارت نمسکار ماتا
مری جنم بھومی مری اَنّ داتا

(پنڈت نرنجن داس صاحب غبار)



۳۔ پیغام مادرِ وطن

اُٹھو بڑھو میرے نوجوانو، وطن کے شمس و قمر تمھیں ہو
زمین ہندوستان جنّت نشاں کے لعل و گہر تمھیں ہو
ہے روئے روشن جبیں تمھارا کہ جیسے ہو صبح کا ستارا
وطن کے طولِ شبِ الم میں فقط دلیلِ سحر تمھیں ہو
مرا ہے نخلِ مراد تم سے۔ وطن کا دل شاد شاد تم سے
نہالِ اُمّید کے چمن میں بہار برگ و ثمر تمھیں ہو
تمام گلشن کے پھول پتّے ہیں جیسے سورج کے بال بچے
اُسی طرح آفتابِ علم و ہنر کے نورِ نظر تمھیں ہو
علوم حکمت کے بحر و دریا بہا گئے ہیں تمھارے آبا
کرو جو پھر ذوق و شوق پیدا تو اہلِ فضل و ہنر تمھیں ہو

(پروفیسر خواجہ دل محمد صاحب ایم۔ اے)

۲/۲

۴۔ حُبِّ وطن

(۱)

اے صورِ حبِّ قومی اس خواب سے جگادے
بھولا ہوا فسانہ کانوں کو پھر سُنادے
مُردہ طبیعتوں کی افسردگی مٹادے
اُٹھتے ہوئے شرارے اس راکھ سے دکھادے
حُبِّ وطن سمائے آنکھوں میں نور ہوکر
سر میں خمار ہوکر دل میں سرور ہوکر

(۲)

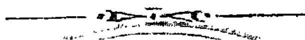
شیدائے بوستاں کو سرو و سمن مبارک
رنگیں طبیعتوں کو رنگِ سخن مبارک
بُلبُل کو گُل مبارک گُل کو چمن مبارک
ہم بیکسوں کو اپنا پیارا وطن مبارک

غنچے ہمارے دل کے اِس باغ میں کھلینگے
جس خاک سے اُٹھے ہیں اُس خاک میں ملینگے

(۳)

ہے جو شیر ہم کو نورِ سحر وطن کا
آنکھوں کی روشنی ہے جلوہ اس انجمن کا
ہے رشکِ مہر ذرّہ اس منزلِ کہن کا
تُلتا ہے برگِ گُل سے کانٹا بھی اس چمن کا
گرد و غبار یاں کا خلعت ہے اپنے تن کو
مر کر بھی چاہتے ہیں خاکِ وطن کفن کو

(منقول از دیش بھگت)



۵۔ گنگا جی

پلا رہی ہیں فلاحت کا جام گنگا جی
بہا رہی ہیں عجب فیض عام گنگا جی
جہاں میں جلوہ نما صبح و شام گنگا جی
وسیلہ مکت کی ہیں لا کلام گنگا جی
وہ فیض عام ہیں جن کا ہے نام گنگا جی
کسے یہ باغ ریاضت کا گل نہیں دیتی
کسے یہ دامنِ الطاف میں نہیں لیتی
ہے اُن کے آب سے ہر جا ہری بھری کھیتی
گہر کا دانہ ہے گنگا کنارکی ریتی
ہیں آب یار نفاست نظام گنگا جی
گناہ دھلتے ہیں۔ آتی ہے روح میں پاکی
فرشتہ بنتا ہے۔ رحمت سے آدمی خاکی

جسے پناہ دیں دامن میں اپنے گنگا جی
نجات اُن کو ملے فکر جائے دُنیا کی
جناب رحم و کرم ہیں مُدام گنگا جی
قسم جو اپنی عقیدت سے کھائے گنگا کی
اُس اہل دیں پہ نہ دُنیا رہے کبھی شاکی
جہان بھر میں جمالِ عجیب گنگا کی
جمی ہے ان پہ عقیدت تمام دُنیا کی
ہے سارے ہند میں ذی احترام گنگا جی
وہاں کی کِشت ہے سرسبز ملک ہے آباد
وہاں کے لوگ مبارک ہیں۔ اور خاطر شاد
وہاں کنارہ پہ گنگا کے ہے خُدا کی یاد
کنارِ گنگ نہ مٹی کوئی ہوئی برباد
جہان نصیب سے ہیں خوش خرام گنگا جی

ہے اُن کے حسن کا جلوہ پراگ کاشی ہیں
اُنھیں کے درد کا گاتے ہیں راگ کاشی ہیں
اُنھیں سے پاک ہیں سب لوگ باگ کاشی ہیں
اُنھیں کے فیض سے ہے لعل راگ کاشی ہیں
نجات دیتی ہیں سب کو مدام گنگا جی
لگا کے غوطہ بہشتِ برین وہ پہنچا
جو صدق دل سے نہانے کنار گنگ آیا
ہمارے واسطے کوثر کی نہر ہے گویا
جہاں میں نام ہے جس آب روپ کا گنگا
ثواب کا ہمیں دیتی ہیں جام گنگا جی
مقدس اور مبارک مقام ہے ہردوار
جہاں سے آپ نکل کر ہوئیں رفاہ آثار

ہے پاپ کے لئے آرہی ہر ایک اُنکی دھا
کیا ہے دامنِ عصیاں کا تارہ تار بتار
ہیں وہ بہار کرم شاد کام گنگا جی
کسی کی راکھ پڑی جب کہ جا کے گنگا ہیں
وہ راکھ بنگئی اکسیر آکے گنگا میں
نہائیں پاپ سے گنگا نہا کے گنگا ہیں
کھلے چمن جو دھریں پھول لا کے گنگا ہیں
مقام دہر میں ہیں ملک دھام گنگا جی
اُنھیں کے فیض سے آباد ہے جہاں اے شاد
ملے گا ایسا ہمیں مہرباں کہاں اے شاد
فضیلت انکی ہے آفاق ہیں عیاں اے شاد
ہے اُنکے اوج سے شرمندہ آسماں اے شاد

(از منشی بالک رام شاد وکیل بجواڑیہ)

۴۔ قوم کے سورماؤں کا الوداع

ساحلِ ہند سے جرّار وطن جاتے ہیں
کچھ نئی شان سے جانباز کہن جاتے ہیں
رن میں باندھے ہوئے شمشیر و کفن جاتے ہیں
تیغ زن برق فگن قلعہ شکن جاتے ہیں

سامنے اِن کے ظفر برہنہ پا چلتی ہے
اِن کے تلوار کے سایہ میں قضا چلتی ہے

اِنکی رگ رگ میں ہیں پیوست شجاعت کے چلن
رن کے میدان ہیں اُنکے لئے ماں کا دامن
عرصۂ جنگ کی مدت انکو ہے اِک شب کی دُلہن
مر کے تلوار سے حاصل ہو تو خلعت ہے کفن

جوش اِن میں جو ہے اس جوش کا اب دور نہیں
ساٹھ پشتوں کے سپاہی ہیں کوئی اور نہیں

جاں نثار آج تمھارا سا زمانہ میں نہیں
ہاں دکھا دو کہ ہو تاجِ شہِ لندن کے نگیں
دوست کیا چیز ہیں دشمن ہوں فدائے تحسیں
آسماں وجد کرے بول اُٹھے رَن کی زمیں
یوں تو لڑنے کو بہت شہ کے نمکخوار لڑے
اور ہی شان سے لیکن یہ وفادار لڑے
جس گھڑی معرکۂ جنگ میں ہو تیغ علم
سورما لڑتے ہیں اِس طرح پکارے عالم
دل ہو ارجن کا جگر بھیشم کا انگد کا قدم
موت کے وقت نظر میں ہو شبیہِ بھیشم
جس کا قابو نہ ہٹا موت کی تدبیروں پر
سایۂ تیغ میں آرام کیا تیروں پر
ہو وہ یورش کہ ہو شیرازۂ اعدا برہم
اِک اُمنڈتے ہوئے دریا کا ہو بہیدا عالم

جو کسی سے نہ جُھکا وہ سرِ مغرور ہو خم
پہلے ہر رَن میں جو پہنچے وہ تمھارا ہو قدم
وہ "گرو" کہہ کے بڑھو خون کے محضر کھلجائیں
پھر ہری سنگھ کی تلوار کے جوہر کھلجائیں
تُم کو اعزاز ملا ہے یہ وطن کا اعزاز
دیکھنا اب ہے شجاعت کا تمھارے انداز
خاکِ یورپ پہ دلیری سے ہو اپنی ممتاز
تیغ ہندی کی اصالت پہ زمانہ کو ہو ناز
قوم کا نام بڑھے نام وطن زندہ ہو
روح پرتاب کی جنت میں نہ شرمندہ ہو
یا ظفر یاب تمھیں دیکھ کے دل ہو بشاش
آئے یا سوئے وطن خون میں ڈوبی ہوئی لاش
سر جُدا تن سے ہو یا ہو تنِ بسمل صد پاش
گوشۂ امن و اماں کی نہ ہو آنکھوں کو تلاش

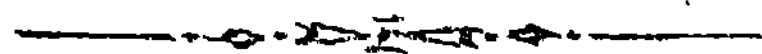
موت معراج ہے اس دشت کے راہی کے لئے
آنچ تلوار کی جنّت ہے سپاہی کے لئے
گو کہ دُنیا سے مٹے شوکتِ قیصر کا سُراغ
شعلۂ تیغ سے مُرجھائے نہ تہذیب کا باغ
گُل نہ ہو دل کے شوالے میں حمیّت کا چراغ
بے گناہوں کے لہو کا نہ ہو تلوار میں داغ
راستہ ہے یہی قوموں کی تباہی کے لئے
خونِ معصوم کا دوزخ ہے سپاہی کے لئے
مادرِ قوم کا ہے اپنے سپوتوں سے پیام
خطّۂ ہند کا اس جنگ میں روشن رہے نام
تیغ خونریز نے جس شان سے چھوڑا ہے نیام
اپنے مسکن میں اسی شان سے پائے آرام
شاعرِ گوشہ نشیں شکرِ خدا کرتا ہے
جنگ ہو تم کو مبارک یہ دعا کرتا ہے
(از پنڈت برج نراین چکبست)

۷۔ ہندوستانی بچّوں کا قومی گیت

چشتی نے جس زمیں میں پیغام حق سُنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشتِ عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے
یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہاں کو جس نے علم و ہنر دیا تھا
مٹّی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے
ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے
پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے

وحدت کی لے سنی تھی دُنیا نے جس مکاں سے
میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے
بندے کلیم جس کے پربت جہاں کے سینا
نوحِ نبی کا آکر ٹھہرا جہاں سفینا
رفعت ہے جس زمیں کی بامِ فلک کا زینہ
جنّت کی زندگی ہے جس کی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

(ڈاکٹر سر محمد اقبال)



۸۔ ترانۂ اسکاؤٹ

خاکی لباس میں ہاں اِک خاکسار ہوں میں
ہمدرد ہوں جہاں کا خدمت گذار ہوں میں
ہے فرض میرا اوّل بس شاہ کی اطاعت
اور خدمتِ وطن میں بھی جاں نثار ہوں میں
معذور ہستیوں کا خدمت گذار ہوں میں
ہاں اپنی قوم کا بھی اِک غمگسار ہوں میں
عزّت کی مرتبے کی پروا نہیں ہے مجھ کو
خدمت ہے فرض میرا خدمت گذار ہوں میں
ایفائے عہد میری روحِ رواں ہے کوشک
ورنہ بظاہر اِک تو مشتِ غبار ہوں میں

(آتما رام کوشک)

فرہنگ حصہ دوم

۱۔ بھارت ماتا

پیک = قاصد۔ جفر = وہ علم جس سے علم غیب پر آگاہی ہوتی ہے
فضیلت = بزرگی۔ غفلت = بے خبری۔
دیار = شہر۔ بیر = بہادر نصف النّہار = دوپہر۔

۲۔ نمسکار ماتا

شیر = دودھ مادر = ماں جل = پانی۔ ثانی = برابر

۳۔ پیغام مادر

شمس = سورج۔ آفتاب۔ قمر = چاند۔ نخل = درخت
برگ = پتے۔ ثمر = پھل سحر = صبح
نورِ نظر = آنکھ کی روشنی بحر = سمندر ذوق = لذّت۔ دلچسپی

۴۔ حُبّ وطن

صور۔ وہ آواز جو حضرت اسرافیل محشر کے روز ایک دفعہ مار ڈالنے کے واسطے اور دوسری مرتبہ جلانے کے واسطے چالیس برس کے فاصلے سے نکالیں گے
سمن = چنبیلی۔
جوے شیر = دودھ کی نہر۔
خمار = نشہ۔
مہر = سورج۔

۵۔ گنگاجی

فلاحت = کھیتی ملکت = ملکی۔ جام = پیالہ۔ ریاضت = محنت
مقدس = پاک۔ گہر = موتی۔ عقیدت = اعتبار کرنا۔ ماننا۔ آفاق = دُنیا
عیاں = ظاہر اوج = بلندی مدام = ہمیشہ عصیاں = گناہ

۶۔ قوم کے سورماؤں کا الوداع

جرار = بہادر سپاہی۔ شمشیر = تلوار قلعہ شکن = قلعہ توڑنے والے۔
ظفر = کامیابی۔ قضا = موت شجاعت = بہادری۔
رن = جنگ۔ لڑائی۔ تحسین = شاباش۔ شبیہہ۔ تصویر۔ شکل۔
شیرازۂ اعدا = دشمن کی قطار حمیّت = دردمندی

۷۔ ہندوستانی بچّوں کا قومی گیت

دشت = جنگل پیغام = پیام سفینہ = کشتی
کلیم = بات کرنے والا۔ کہکشاں = بہت سے چھوٹے چھوٹے ستاروں کی قطار۔

۸۔ ترانہ اسکاؤٹ

شاہ = بادشاہ۔ اطاعت = فرمانبرداری
مغرور = کمزور۔ غریب۔ مشت = مٹھی غبار = مٹی۔

نیشنل پریس الہ آباد میں باہتمام رمضان علی شاہ چھپا

DUE DATE

Date	No.	Date	No.